سوال

(233) مردہ کے واسطے ختم قرآن پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مردہ کے واسطے ختم قرآن پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ قراءت قرآن کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں علماء حنفیہ کے نزدیک اور امام احمد بن حنبل کے نسدیک اور بعض اصحاب شافعی کے نزدیک پہنچتا ہے اور اکثر علماء شافعیہ کے نزدیک نہیں پہنچتا اور امام شافعی کا مشہور مذہب یہی ہے کہ نہیں پہنچتا۔ پس جن لوگوں کے نزدیک پہنچتا ہے ان کے نزدیک مردہ کے واسطے ختم قرآن پڑھ کر بخشنا جائز ہے اور جن کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے ان کے نزدیک نہیں جائز ہے۔ شرح کنز میں ہے :

(ترجمہ عربی عبارت) ''انسان کو حق پہنچتا ہے کہ اپنے کسی عمل کا ثواب کسی اور آدمی کو بخشے نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقہ یا قرآن مجید کی تلاوت یا کوئی اور عمل نیک اور اس کا ثواب اہل سنت کے نزدیک میت کو پہنچتا ہے۔

امام شافعی کے نزدیک قرآن کی تلاوت کا ثواب نہیں پہنچتا البتہ بعض شوافع تلاوت اور دوسرے نیک اعمال کے ثواب پہنچنے کے قائل ہیں۔

امام احمد بن حنبل اور علماء کی ایک جماعت اور بعض شوافع کے نزدیک تلاوت اور دوسرے نیک اعمال کے ثواب پہنچنے کے قائل ہیں۔''

حررہ علی محمد عفی عنہ (سید محمد نذیر حسین)

ہوالموفق :

متأخرین علمائے اہل حدیث سے علامہ محمد بن اسماعیل امیر نے سبل السلام میں مسلک حنفیہ کو ارجح ولیلاً بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قراءت قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچنا ازروئے دلیل کے زیادہ قوی ہے اور علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ خاص کیا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کے لیے قراءت قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیونکہ اولاد کا تمام عمل خیر مالی ہو خواہ بدنی اور بدنی میں قراءت قرآن ہو یا نماز یا روزہ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے۔ ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو مع ترجمہ یہاں نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سبل السلام بلوغ المرام جلد اوّل صفحہ 206 میں ہے : ان ھذہ الادعیۃ و نحوھا نافعۃ للمیت بلاخلاف واما غیرھا من قراءۃ القرآن لہ فالشافعی یقول لایصل ذلک الیہ وذھب احمد وجماعۃ من العلماء الی وصول ذلک الیہ و ذھب جماعۃ من اھل السنۃ والحنفیۃ الی ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ کانا وصوما اوحجا او صدقۃ او قراءۃ قرآن او ذکرا او ای نوع من انواع القرب وھذا ھوالقول الارجح و لیلا وقد اخرج الدارقطنی ان رجلا سئال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کیف یبر ابویہ بعد موتھا ناجابہ بانہ یصلی لھما مع صلوۃ و یصوم لھما مع صیامہ واخرج ابوداوٗد من حدیث معقل بن یسار عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرء وا علی موتاکم سورۃ یٰسین وھو شامل المیت بل ھوالحقیقۃ فیہ واخرج الشیخان انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یضحی عن نفسہ بکبش وعن امتہ بکش وفیہ اشارۃ الی ان الانسان ینفعہ عمل غیرہ وقد بسطنا الکلام فی حواشی ضوء النھار بما ینفح منہ قوۃ ھذا المذھب انتہی ۔ یعنی یہ زیارت قبر کی دعائیں اور مثل ان کے اور دعائیں میت کو نافع ہیں بلااختلاف اور میت کےلیے قرآن پرھنا سو امام شافعی کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور علمائے اہل سنت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قراءت قرآن یا کوئی ذکر یا کسی قسم کی کوئی اور عبادت اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے اور دار قطنی نے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیونکر نیکی واحسان کرے آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کےلیے نماز پڑھے اور اپنے روزہ کے ساتھ ان دونوں کےلیے روزہ رکھے اور ابوداوٗد میں معقل ابن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مردوں پر سورۃ یٰسین پڑھو اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے بلکہ حقیقۃ میت ہی کے لیے ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ رسول الہ ﷺ ایک بھیڑ اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک اپنی اُمت کی طرف سے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی ضوء النہار میں اس مسئلہ پر بمسوط کلام کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے ۔ نیل الاوطار میں ہے صفحہ 335 جلد 3۔

''حاصل اور خلاصہ ترجمہ اس عبارت کا بقدر ضرورت یہ ہے کہ حق یہ کہ کہ آیۃ وان لیس للانسان الا ما سعی اپنے عموم پر نہیں ہے اور اس کے عموم سے اولاد کا صدقہ خارج ہے یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے والدین کےلیے جو صدقہ کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور اولاد اور غیر اولاد کا حج بھی خارج ہے اس واسطے کہ خثعمیہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد جو اپنے والدین کےلیے حج کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور شبرمۃ کے بھائی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حج کا ثواب میت کو غیر اولاد کی طرف سے بھی پہنچتا ہے اور اولاد جو اپنے والدین کےلیے غلام آزاد کرے تو اس کا بھی ثواب والدین کو پہنچتا ہے ۔ جیسا کہ بخاری میں سعد کی دیث سے ثابت ہے اور اولاد جو اپنے والدین کےلیے نماز پڑھے یا روزہ رکھے سو اس کا بھی ثواب والدین کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ دار قطنی میں ہے کہ ایکمرد نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ تھے ان کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی واحسان کرتا تھا پس ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیونکر نیکی کروں آپ نے فرمایا نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کےلیے بھی نماز پڑھ اور اپنے روزہ کے ساتھ اپنے والدین کے لیے بھی روزہ رکھ اور صحیحین میں ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یارسول اللہ میری ما مر گئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے آپ نے فرمایا بتا اگر تیری ماں کے ذمہ قرض ہوتا اور اس کی طرف سے تو ادا کرتی تو ادا ہوجاتا یا نہیں اس نے کہا ہاں ادا ہوجاتا آپ نے فرمایا روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف سے اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک مہینہ کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں آپ نے فرمایا اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ اور غیر اولاد کے روزہ کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے ۔ اس واسطے کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے اور سورہ یٰسین کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی طرف سے بھی اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اپنے مردوں پر سورہ یٰسین پڑھو اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد دعا کرے یا کوئی اور۔ اور جو جو کار خیر اولاد اپنے والدین کےلیے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے ۔''

جب علامہ شوکانی اور محمد بن اسماعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب قراءت قرآن و عبادات بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا خالی از فائدہ نہیں آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں : لایصل عندنا ثواب القراءۃ علی المشھور والمختار الوصول اذا سئال اللہ ایصال ثواب قراءت وینبغی الجزم بہ لانہ دعاء فاذا جاز الدعاء للمیت بما لیس للداعی فلان یجوز بما ھولہ اولی و یبقی الامر فیہ موقوفا علی استجابۃ الدعاء وھذا المعنی لایختص بالقراءۃ بل یجری فی سائر الاعمال والظاھر ان الدعاء متفق علیہ او ینفع المیت والحی القریب والبعید بوصیۃ وغیرھا وعلی ذلک احادیث کثیرۃ بل کان افضل ان یدعو لاخیہ بظھر الغیب انتہی ۔ ذکرہ فی نیل الاوطار۔ یعنی ہمارے نزدیک مشہور قول پر قراءت قرآن کا ثواب میت کو

نہیں پہنچتا ہے اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ سے قراءت قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قراءت کا ثواب فلان میت کو تو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر امر موقوف رہے گا (یعنی اگر دعا اس کی قبول ہوئی تو قراءت کا ثواب میت کو پہنچے گا اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا) اور اس طرح پر قراءت کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے اس واسطے کہ یہ دعا ہے پس جب کہ میت کے لیے ایسی چیز کا دعا کرنا جائز ہے جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولے جائز ہوگا اور داعی کے اختیار میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے نزدیک ہو خواہ دور ہو اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد عبدالرحمٰن المبارکفوری عفاء اللہ عنہ۔

[فتاوی نذیریہ]

جلد01ص718

محدث فتویٰ